سیدنا عیسیٰ ابنِ مریم علیہما السلام

تعارف، تعلیمات، معجزات، رفع ونزول، مدفن

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دارالایمان

سیدنا عیسیٰ ابنِ مریم علیہما السلام

تعارف، تعلیمات، معجزات، رفع ونزول، مدفن

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دارالایمان

https://t.me/TaleefatMaulanailyasGhumman

نام کتاب .... سیدنا عیسیٰ ابنِ مریم علیہما السلام

تالیف: .... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت .... دسمبر 2024ء

بار اشاعت .... دوم

تعداد اشاعت 1100

ناشر .... مکتبہ دار الایمان

ملنے کا پتہ

مکتبہ دار الایمان

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321 6353540

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 6

[1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف 7

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا: 7

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی: 7

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ: 8

حضرت مریم علیہاالسلام کی پرورش: 8

حضرت مریم علیہاالسلام کی کفالت: 8

حقِ کفالت میں جھگڑا: 9

حضرت زکریا علیہ السلام کے نام قرعہ: 9

حضرت مریم علیہاالسلام سے فرشتوں کی گفتگو: 9

حضرت مریم علیہاالسلام کی کرامت: 10

اسلام اور عیسائیت میں فرق: 10

حضرت مریم علیہاالسلام کے سامنے فرشتے کا انسانی شکل میں ظہور: 11

حضرت مریم علیہاالسلام کی پاکدامنی: 11

حضرت مریم علیہا السلام کو بچے کی خوشخبری اور ان کا اظہارِ تعجب:........................ 12
اظہارِ قدرت کی تین صورتیں:.. 12
حضرت مریم علیہا السلام امید سے ہو گئیں:.. 13
حضرت مریم علیہا السلام کو تسلی:.. 13
حضرت مریم علیہا السلام کی منت:.. 13
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت:.. 14
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی گفتگو:.. 14
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور رسالت: 15
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا:.. 17
قربِ قیامت میں نزول، وفات اور روضہ رسول میں تدفین: 17
قیامت والے دن بارگاہِ خداوندی میں گفتگو: 18

[2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات 20

[1]: بغیر باپ کے پیدا ہونا 20
[2]: نومولودگی کی حالت میں کلام کرنا 21
[3]: بڑی عمر میں کلام کرنا 22
[4]: مٹی سے پرندہ بنانا اور ان پرندوں کا باذنِ الٰہی زندہ ہو جانا 22
[5]: پیدائشی اندھے کی بینائی لوٹانا 22
[6]: برص والے مریض کو صحت یاب کرنا.. 23
[7]: مُردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرنا.. 23

[8]: بغیر دیکھے کھائی اور ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کی خبر دینا 23
[9]: آپ علیہ السلام کی دعا سے پکے پکائے کھانوں کا دستر خوان اترنا 24
[10]: آپ علیہ السلام کا زندہ حالت میں آسمان پر اٹھایا جانا 25
[3]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات 26
[4]: آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیسوی بشارت 27
آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیسوی بشارت: 27
انجیلِ یوحنا کی گواہی: 28
[5]: قربِ قیامت دوبارہ نازل ہونا 30
[6]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمارے معتقدات 37
[7]: چند اشکالات کے جوابات 38
اشکال نمبر 1: 38
جواب نمبر 1: 38
جواب نمبر 2: 41
اشکال نمبر 2: 42
جواب: 43
اشکال نمبر 3: 44
جواب: 44

اشکال نمبر4: 44

جواب: 44

اشکال نمبر5: 45

جواب: 45

[8]: مسیحی دوستوں کو قبولِ اسلام کی دعوت 48

[9]: کرسمس کی تقریبات میں شرکت کا شرعی حکم 49

[10]: آخری گزارش 51

https://t.me/TaleefatMaulanailyasGhumman

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام؛ اللہ تعالیٰ کے عظیم پیغمبر ہیں۔ آپ نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا اور اپنی تعلیمات کے ذریعے ان کی رہنمائی فرمائی۔ آپ علیہ السلام کی ولادت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر تھی۔ آپ علیہ السلام کے معجزات جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور بیماروں کو شفا دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ آپ کا قیامت کے قریب آسمان سے نزول ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

زیرِ نظر کتاب "حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام" میں ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جامع تعارف پیش کیا ہے، آپ علیہ السلام کی ولادت کی غیر معمولی حقیقت کو اجاگر کیا ہے اور ان معجزات کو ذکر کیا ہے جو آپ کے من جانب اللہ پیغمبر ہونے کی دلیل ہیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ پیش گوئیاں بھی شامل کی ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتی ہیں۔ مزید بر آں مسلمانوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے عقائد کے بارے میں بھی وضاحت فراہم کی ہے اور ساتھ ہی بعض اعتراضات کے جواب بھی دیے ہیں۔ آخر میں مسلمانوں سے ایک مؤثر گزارش کی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو اپنائیں تاکہ زبانی دعوت کے ساتھ عملی دعوت کا بھی ایک عظیم مظہر بن سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

محتاجِ دعا

خانقاہ حنفیہ؛ استنبول، ترکیہ

منگل؛ 21-جمادی الثانی 1446ھ، 24-دسمبر 2024ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کا نام "عمران" ہے۔ آپ کے نام سے موسوم قرآن کریم میں ایک سورت "سورۃ آلِ عمران" ہے۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دادا کا ذکر اس لیے نہیں کیا کیونکہ آپ بغیر والد کے پیدا ہوئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی:

سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں لوگ اپنی اولاد میں سے کسی ایک بیٹے کو دین کے لیے وقف کر دیا کرتے تھے۔ ان کی شریعت میں یہ جائز تھا۔ باقی بیٹے دنیا کے کام کاج کرتے جبکہ ایک بیٹے کو خالص دین کے لیے وقف کر دیتے۔ حضرت عمران کی بیوی؛ حنّہ بنت فاقوذا نے بھی اللہ تعالیٰ سے ایسی ہی سے منت مانی۔

﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۳۵)﴾

(سورۃ آل عمران:35)

ترجمہ: وہ واقعہ بھی یاد کریں جب (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی یعنی) عمران کی بیوی نے کہا تھا: اے اللہ! جو میرے پیٹ میں حمل ہے (اگر یہ بیٹا پیدا ہوا تو) میں منت مانتی ہوں کہ تیری راہ میں وقف کر دوں گی۔ میری نذر کو قبول فرمائیے! آپ ہی دعا کو سننے (یعنی قبول کرنے) والے اور ہر چیز کا بخوبی علم رکھنے والے ہیں۔

فائدہ: عبادت کا یہ طریقہ ان کی شریعت میں رائج تھا کہ اپنے لڑکے کو عبادت کے لیے مخصوص کر لیں اور اس سے کوئی کام نہ لیں لیکن ہماری شریعت میں یہ منت ماننا جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) لکھتے ہیں:

"اس زمانہ میں ایسی نذر ماننا مشروع تھا بِخِلَافِ مَا فِیْ شَرْعِنَا لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "لَا نَذْرَ فِيْمَا لَا

یَمْلِكُ" الْحَدِيْثَ وَلَيْسَ فِي اخْتِيَارِ النَّاذِرِ أَنْ يَفْعَلَ غَيْرُهُ فِعْلًا فَلَمْ يَنْعَقِدِ النَّذْرُ فَافْهَمْ "[لیکن ہماری شریعت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "انسان جس چیز کا اختیار نہیں رکھتا اس چیز کی نذر نہیں مان سکتا۔"]

(بیان القرآن: ج1 ص232 تحت قولہ تعالیٰ: اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی امید سے تھیں کہ حضرت عمران فوت ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش ہوئی۔

﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳۶)﴾

(سورۃ آل عمران:36)

ترجمہ: پھر جب (لڑکے کے بجائے) لڑکی پیدا ہوئی تو کہنے لگیں: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکی پیدا ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے ہاں کس کی پیدائش ہوئی اور (وہ) لڑکا (جس کی نیت انہوں نے منت مانتے وقت کی تھی) اس (پیدا ہونے والی) لڑکی کے برابر نہیں، اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور (جب یہ اولاد والی ہو گی) اس کی اولاد کو شیطان مردود سے حفاظت کے لیے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش:

ان کو دودھ پلانے کے لیے دائی کا انتظام کیا گیا یا ان کو دودھ پلانے کی نوبت ہی نہیں آئی یہ بغیر دودھ پیے بچپن میں بڑھتی چلی گئیں۔ اس لیے قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بڑے اچھے طریقے سے پرورش کی یعنی بہت جلد جسم میں طاقت عطا فرمائی کہ اگر عام بچی کی ایک مہینے میں ایسی پرورش ہوتی ہے تو وہ ایک دن میں ایسی تھیں۔

حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت:

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ اپنی بیٹی کو لیے بیت المقدس تشریف لے گئیں۔ وہاں علماء بنی اسرائیل

موجود تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام بھی موجود تھے۔ اگر حضرت مریم علیہا السلام کے والد زندہ ہوتے جو بیت المقدس کے امام تھے وہ خود اپنی بیٹی کی تربیت کرتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی خواہش یہ تھی کہ حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت میں کروں کیونکہ آپ کی بیوی حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ تھیں جبکہ باقی علماء کی بھی یہی خواہش تھی کہ حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کی سعادت انہیں مل جائے۔

حقِ کفالت میں جھگڑا:

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (٤٤)﴾

(سورۃ آل عمران:44)

ترجمہ: اور آپ اس وقت ان لوگوں کے پاس موجود نہیں تھے جب وہ مریم کی حق کفالت کے لیے اپنی قلموں کو (دریا میں) ڈال رہے تھے (یعنی) جس وقت وہ لوگ اس معاملے میں جھگڑ رہے تھے آپ وہاں موجود نہیں تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے نام قرعہ:

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت1369ھ) فرماتے ہیں:

”جب حضرت مریم نذر میں قبول کر لی گئیں تو مسجد کے مجاورین میں جھگڑا ہوا کہ انہیں کس کی پرورش میں رکھا جائے؟ آخر قرعہ اندازی کی نوبت آئی سب نے اپنے اپنے قلم جن سے تورات لکھتے تھے چلتے پانی میں چھوڑ دیے کہ جس کا قلم پانی کے بہاؤ پر نہ بہے بلکہ الٹا پھر جائے اسی کو حقدار سمجھیں۔ اس میں بھی قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا اور حق حقدار کو پہنچ گیا۔“

(تفسیر عثمانی: ج1 ص270 تحت قولہ تعالیٰ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ)

حضرت مریم علیہا السلام سے فرشتوں کی گفتگو:

حضرت مریم علیہا السلام نہایت پاکباز، نیک، زاہدہ و عابدہ خاتون تھیں۔ آپ بچپن میں بھی خدا کا انتخاب تھیں اور جوانی میں بھی خدا کا انتخاب تھیں۔

﴿وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (٤٢)

﴿يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (٤٣)﴾

(سورۃ آل عمران:42،43)

ترجمہ: اور وہ وقت بھی قابلِ تذکرہ ہے کہ جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت بخشی ہے، پاکیزگی عطا کی ہے اور (اس زمانے کی) دنیا بھر کی خواتین میں منتخب فرما کر فضیلت بخشی ہے۔ اے مریم! آپ اپنے رب کی اطاعت کرتی رہیں، اپنے رب کے حضور سجدہ کرتی رہیں اور رکوع کرتی رہیں ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔

فائدہ: جہان کی عورتوں پر فضیلت کا معنی اس دور کی تمام عورتوں پر فضیلت کا ملنا ہے۔ ہمارا اھل السنۃ والجماعۃ کا نظریہ ہے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کو علی الاطلاق تمام زمانوں کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت:

حضرت مریم علیہا السلام اپنے خالو حضرت زکریا علیہ السلام کی زیرِ تربیت آ گئیں۔ حضرت مریم علیہا السلام بہت چھوٹی عمر میں بلوغ تک پہنچی ہیں۔ ایک کمرہ تھا جہاں حضرت مریم علیہا السلام کی رہائش رکھی گئی۔ حضرت زکریا علیہ السلام دعوت و تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے اور واپس آ کر کھانا وغیرہ دیتے لیکن ایک بار حضرت مریم علیہا السلام جس کمرے میں تھیں اس کمرے کا جب دروازہ کھولا تو سامنے تازہ پھل نظر آئے جن کا موسم نہیں تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے تعجب سے پوچھا:

﴿يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ﴾

اے مریم! تالا بند ہے تو پھر یہ پھل کہاں سے آئے؟

حضرت مریم علیہا السلام نے جواب میں فرمایا:

﴿هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ﴾

یہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔

اسلام اور عیسائیت میں فرق:

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل دیکھے تو انہوں نے اللہ

تعالیٰ سے مانگا جبکہ عیسائیوں نے خود حضرت مریم علیہا السلام سے مانگنا شروع کر دیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ولی کی کرامت کو دیکھ کر ولی سے مانگنا "عیسائیت" ہے اور ولی کی کرامت کو دیکھ کر ولی کے خدا سے مانگنا یہ "اسلام" ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے فرشتے کا انسانی شکل میں ظہور:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا (١٦) فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (١٧)﴾

(سورۃ مریم:16،17)

ترجمہ: اور اس کتاب میں مریم کے اس واقعے کا تذکرہ بھی کریں جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک مشرقی جانب کے مکان میں تشریف لے گئیں اور انہوں نے (یکسوئی سے عبادت کے لیے) اپنے اور لوگوں کے درمیان پردہ حائل کر دیا۔ اس موقع پر ہم نے مریم کے پاس ایک فرشتہ (حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو) بھیجا۔ جو اُن کے سامنے کے ایک مکمل انسان کی شکل وصورت میں ظاہر ہوا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی:

﴿قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا (١٨)﴾

(سورۃ مریم:18)

ترجمہ: مریم نے کہا: میں تجھ سے خدائے رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں اگر تجھ میں کچھ بھی خدا خوفی ہے (تو مجھ سے دور ہو جا)

فرشتوں کی عادت یہی ہے کہ وہ جب بھی انسانی صورت میں رونما ہوتے ہیں تو نہایت حسین و جمیل اور خوب صورت شکل میں آتے ہیں جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے واقعے میں بھی یہ بات موجود ہے اور یہاں یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی عفت و پاکدامنی کا امتحان مقصود ہو کہ وہ نہایت خوبصورت جوان کو دیکھ کر اپنی عفت و پاکدامنی کو کیسے بچاتی ہیں؟

قرآن کریم نے حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی اور عفت کی منظر کشی جن خوبصورت الفاظ سے کی ہے وہ ہر عفت مآب خاتون کے لیے عملی زندگی کا ایک سنہرا سبق ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کو بچے کی خوشخبری اور ان کا اظہارِ تعجب:

﴿قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (١٩) قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا (٢٠)﴾

(سورۃ مریم:19،20)

ترجمہ: فرشتے نے جواب دیا: میں تو آپ کے رب کا بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں اور اس لیے آیا ہوں تاکہ آپ کو (نسب، عادات واخلاق کے اعتبار سے) پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے ازراہِ تعجب کہا کہ مجھے لڑکا کیسے پیدا ہو گا حالانکہ (میں نے اس کے جائز اسباب اختیار نہیں کیے یعنی) مجھے (جائز طریقے سے اس مقصد کے پیش نظر) کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اور (میں نے اس کے ناجائز اسباب بھی اختیار نہیں کیے یعنی) میں بدکار عورت بھی نہیں ہوں۔

اظہارِ قدرت کی تین صورتیں:

1: بغیر ماں باپ کے پیدا کرنا۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش

2: بغیر ماں کے پیدا کرنا۔ جیسے حضرت حواء علیہا السلام کی پیدائش

3: بغیر باپ کے پیدا کرنا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں قدرتِ حق نے تیسری صورت کا اظہار فرمایا۔

﴿قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا (٢١)﴾

(سورۃ مریم:21)

ترجمہ: فرشتے نے کہا کہ ایسے ہی ہو گا (یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ) آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ میرے لیے یہ بالکل معمولی سی بات ہے اور ہم یہ کام اس لیے کریں گے کہ تاکہ اس (پیدا ہونے والے) بچے کو لوگوں کے لیے (قدرتِ خداوندی کی) نشانی بنائیں، اور اپنی طرف سے رحمت کا ذریعہ بنائیں اور یہ کام طے شدہ ہے یعنی ازل میں فیصلہ خداوندی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی رحمہ اللہ (ت 211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا أَبَ لَهٗ.

(مصنف عبد الرزاق: ج11 ص42 رقم الحدیث 19857)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام امید سے ہو گئیں:

﴿ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا (٢٢) فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا (٢٣) ﴾

(سورۃ مریم: 22، 23)

ترجمہ: حضرت مریم کو حمل ٹھہر گیا اور (جب بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو) وہ اس کو لیے ہوئے لوگوں سے دور الگ مقام پر چلی گئیں۔ پھر درد زہ (زچگی کے درد) کی وجہ سے کھجور کے درخت کی طرف آئیں اور کہا: اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور مجھے ایسا بھلا دیا جاتا کہ کسی کو کچھ یاد ہی نہ رہتا۔

حضرت مریم علیہا السلام کو تسلی:

﴿ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (٢٤) وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (٢٥) فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ ﴾

(سورۃ مریم: 24، 25)

ترجمہ: حضرت جبرئیل نے نیچے ایک جگہ سے آواز دے کر کہا: غم نہ کرو، آپ کے رب نے آپ کے نیچے کی جانب ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، اس سے تم پر پکی ہوئی تازہ کھجوریں جھڑیں گی۔ اب اس درخت سے کھاؤ اور (پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی رکھو۔

حضرت مریم علیہا السلام کی منت:

﴿ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ (٢٦) ﴾

(سورۃ مریم: 26)

ترجمہ: اور ہاں اگر کسی کو (اعتراض کرنے کے لیے اپنی طرف) آتا ہو ادیکھو تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ میں نے اللہ کے لیے (چپ کے) روزے کی منت مانی ہے اس لیے میں کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی۔

فائدہ: چپ کا روزہ رکھنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں منسوخ قرار دیا گیا ہے۔

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت 1396ھ) لکھتے ہیں:

”سکوت کا روزہ شریعتِ اسلامیہ میں منسوخ ہو گیا۔ قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ بولنے کا روزہ رکھے۔ صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کر کے یہ لازم کر دیا کہ صرف برے کلام، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں رہی اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ لِمَا رَوَاہُ أَبُوْدَاوٗدَ مَرْفُوْعًا: "لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ" وحسنه السيوطي والعزيزي۔ یعنی بچہ بالغ ہونے کے بعد باپ کے مرنے سے یتیم نہیں کہلاتا، اُس پر احکام یتیم کے جاری نہیں ہوتے اور صبح سے شام تک خاموش رہنا تو (اسلام میں) کوئی عبادت نہیں۔“

(معارف القرآن: ج6 ص24 تحت قولہ تعالیٰ إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت:

﴿فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا (۲۷) يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۚ (۲۸) فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا (۲۹)﴾

(سورۃ مریم: 27 تا 29)

ترجمہ: پھر مریم اپنے بیٹے (عیسیٰ) کو گود میں لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ قوم کے لوگوں نے کہا: اے مریم! تم نے بہت بڑی غلط حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن! نہ تیرے والد برے آدمی تھے اور نہ ہی تیری والدہ کوئی بدکار عورت تھی۔ مریم نے (چپکے سے) بچے کی طرف اشارہ کیا (کہ مجھ سے نہیں بلکہ اس نومولود بچے سے پوچھو جس پر) وہ لوگ کہنے لگے: بھلا ہم ایسے بچے سے کیسے پوچھ تاچھ کر سکتے ہیں جو ابھی گود میں ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی گفتگو:

﴿قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۫ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا (۳۰) وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِيْ

بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (٣١) وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا (٣٢) وَ السَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (٣٣) ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (٣٤) مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (٣٥) وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (٣٦)

(سورۃ مریم:30 تا36)

ترجمہ: وہ بچہ خود ہی بول اٹھا کہ میں اللہ کا خاص بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت انسان بنادیا ہے (یعنی مخلوقِ خدا کو مجھ سے دین کا نفع پہنچے گا) اور جب تک میں اس دنیا میں زندہ رہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے، مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن مجھے موت آئے گی اور جس روز میں دوبارہ اٹھایا جاؤں گا۔ یہی ہیں عیسیٰ ابن مریم جس میں لوگ جھگڑا کر رہے ہیں، میں اس سے متعلق بالکل سچی بات کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے قطعاً یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی کو اپنی اولاد بنائے بلکہ وہ اس سے بالکل پاک ہے۔ وہ جب کوئی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو بس حکم دیتا ہے کہ ہو جا! تو وہ کام اسی وقت ہو جاتا ہے۔ یقیناً میرا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہے، اس لیے اسی کی عبادت کرو یہی (دین پر چل کر جنت جانے کا) سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور رسالت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا۔ آپ کو کتاب انجیل اور معجزات سے نوازا گیا۔ اس وقت قوم یہود کے عقائد واعمال حد درجہ فاسد ہو چکے تھے۔ ہر قسم کی اخلاقی وروحانی بیماریاں ان میں پائی جاتی تھیں۔ جھوٹ، لالچ، دولت کی حرص، حبِ جاہ، انانیت اور کبر ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لیے احکاماتِ خداوندی کو تبدیل کرنا ان کے لیے معمولی بات تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے ان فاسد اعمال واخلاق کی تصحیح کے لیے انہیں تبلیغ کی۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (٦) ﴾

(سورۃ الصف:6)

ترجمہ: اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ) جب (حضرت) عیسیٰ ابن مریم نے (اپنی قوم سے) کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا (رسول) ہوں، کہ مجھ سے پہلے جو (آسمانی کتاب) تورات آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور میں ایک عظیم المرتبت رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، جن کا نام احمد ہو گا۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے پاس موجود کتاب کی تصدیق فرمائی اور اپنی تعلیمات سے روشناس کروایا لیکن قوم یہود نے ایک نہ سنی اور آپ کی جان کے درپے ہو گئے۔ آپ علیہ السلام کے معجزات کو انہوں نے -معاذ اللہ- جادو سے تعبیر کیا۔ آپ کی دعوت کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ آپ علیہ السلام پر اور آپ کی والدہ پر بہتان لگائے۔ یہود نے اپنی شقاوتِ قلبی، ضد وعناد اور تکذیب واستہزاء کا ایک طوفان کھڑا کیا اور آپ علیہ السلام کی سخت مخالفت کی۔ نتیجۃً اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (١٥٥) وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (١٥٦) ﴾

(سورۃ النساء:155،156)

ترجمہ: [ان پر اللہ کی لعنت اس لیے ہوئی کہ] انہوں نے عہد شکنی کی، اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا اور یہاں تک کہا کہ ہمارے دل محفوظ غلاف میں ہیں؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ لہٰذا چند ایک کے سوا وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اور [ان پر لعنت اس لیے بھی ہوئی] کہ

انہوں نے کفر اختیار کیا اور مریم علیہا السلام پر بہت بڑا بہتان لگایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا:

جب یہود نے آپ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ علیہ السلام کو بچا لیا اور زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

﴿وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًۢا ۙ(۱۵۷) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا (۱۵۸)﴾

(سورۃ النساء:157،158)

ترجمہ: (یہ لوگ غلط کہتے ہیں) حالانکہ نہ تو انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا تھا اور نہ ہی سولی دے پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ اس میں شک کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ لوگ محض گمان کی اتباع کر رہے ہیں، حقائق پر مبنی باتوں کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ یقیناً وہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر پائے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ اپنے پاس (آسمانوں کی طرف) اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑا صاحبِ اقتدار اور حکمت والا ہے۔

قربِ قیامت میں نزول، وفات اور روضہ رسول میں تدفین:

1: قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان سے نازل ہوں گے۔

2: دجال کا خروج ہو چکا ہو گا۔

3: امام مہدی علیہ الرضوان دمشق کی جامع مسجد میں نمازِ فجر کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ اسی دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد کے مشرقی مینار پر دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی علیہ الرضوان کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔

4: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہو گی کہ کافر اس کی تاب نہ لا سکے گا۔

5: جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر جائے گی وہاں تک آپ کا سانس پہنچے گا، اس سانس کے پہنچتے ہی

کافر مرتے جائیں گے۔

6: دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

7: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے اور "باب لُد" پر جاکر اس کو اپنے نیزہ سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

8: اس کے بعد لشکرِ اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا۔ اس لشکر میں جو یہودی ہوں گے مسلمانوں کا لشکر ان کو خوب قتل کرے گا۔ اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی۔

9: حاکم عادل بن کر حکومت کریں گے۔

10: خنزیر کو قتل کر کے یہودیت کو ختم کر دیں گے۔

11: صلیب توڑ کے عیسائیت کا وجود ختم کر دیں گے۔

12: مال کی اس قدر فراوانی ہو گی کہ لینے والا کوئی سائل نہیں ملے گا۔

13: مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ میں دفن ہوں گے۔

قیامت والے دن بارگاہِ خداوندی میں گفتگو:

﴿ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؔؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (١١٦) مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (١١٧) اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (١١٨) ﴾

(سورۃ المائدۃ:116،117،118)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو معبود بناؤ؟ وہ عرض کریں گے کہ میں تو آپ کی ذات والا صفات کو شرک سے پاک سمجھتا ہوں۔ بھلا

میری کیا مجال کہ میں ایسے بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کسی طرح حق نہیں۔ اگر واقعی میں نے ایسی بات کی ہوتی تو یقیناً آپ کے علم میں ہوتی کیونکہ آپ تو وہ باتیں بھی جانتے ہیں جو میرے دل میں پوشیدہ ہوتی ہیں جبکہ میں آپ کی مخفی باتوں کو نہیں جانتا۔ یقیناً آپ کو تمام چھپی ہوئی باتوں کا پورا پورا علم ہے۔ میں نے ان لوگوں سے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہی جس بات کے کہنے کا آپ نے مجھے حکم فرمایا تھا اور وہ بات یہ تھی کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ ہاں جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا میں ان کے حالات سے واقف رہا اور جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو آپ خود ان کے نگران تھے اور آپ کی ذات تو ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر آپ ان کو سزا دیں تو آپ کو حق ہے کیونکہ وہ آپ بندے ہیں اور اگر آپ انہیں معاف فرما دیں تو آپ کا اقتدار بھی کامل درجے کا ہے، حکمت بھی کامل درجے کی ہے۔

[2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

[1]: بغیر باپ کے پیدا ہونا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (٥٩)﴾

(سورۃ آل عمران:59)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال؛ آدم کی مثال جیسی ہے، کہ مٹی سے ان کا جسم بنایا، پھر ان سے فرمایا: ہو جا! تو وہ (زندہ انسان) ہو گئے۔

علامہ ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر شیرازی البیضاوی رحمہ اللہ (ت685ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

إِنَّ شَأْنَهُ الْغَرِيْبَ كَشَأْنِ اٰدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ .... وَهُوَ أَنَّهٗ خُلِقَ بِلَا أَبٍ كَمَا خُلِقَ اٰدَمُ مِنَ التُّرَابِ بِلَا أَبٍ وَأُمٍّ ، شَبَّهَ حَالَهٗ بِمَا هُوَ أَغْرَبُ مِنْهُ إِفْحَامًا لِلْخَصْمِ وَقَطْعًا لِمَوَادِ الشُّبْهَةِ.

(تفسیر البیضاوی: ص46)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نرالی شان حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی شان کے مانند ہے... اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا گیا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بغیر باپ اور ماں کے پیدا کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حال کو ان سے بھی زیادہ عجیب حال کے ساتھ تشبیہ دی گئی تاکہ مخالف کو خاموش کیا جائے اور شبہات کی جڑ کاٹ دی جائے۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی رحمہ اللہ (ت211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا أَبَ لَهٗ.

(مصنف عبد الرزاق: ج11 ص42 رقم الحدیث 19857)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

[2]:نو مولودگی کی حالت میں کلام کرنا

جب حضرت مریم علیہا السلام اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لیے قوم کے پاس آئیں تو قوم نے انہیں کہا کہ تم نے بڑی غلط حرکت کی ہے۔ تمہارا خاندان تو ایک شریف اور اعلیٰ خاندان ہے۔ تمہارا والد ایک نیک سیرت انسان تھا اور تمہاری والدہ بھی کوئی بری عورت نہ تھیں لیکن تمہارا یہ بچہ لانا بہت برا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام نے اس موقع پر فرمایا کہ اس بات کا جواب میرا یہ نومولود بچہ دے گا۔ قوم نے کہا: یہ نومولد بچہ جو ابھی گود میں ہے یہ ہم سے کلام کرے گا؟ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں یہ گفتگو فرمائی۔

﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا (۳۰) وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا (۳۱) وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۡ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (۳۲) وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (۳۳) ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ (۳۴) مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ (۳۵) وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (۳۶)﴾

(سورۃ مریم:30تا36)

ترجمہ: وہ بچہ خود ہی بول اٹھا کہ میں اللہ کا خاص بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت انسان بنادیا ہے (یعنی مخلوقِ خدا کو مجھ سے دین کا نفع پہنچے گا) اور جب تک میں اس دنیا میں زندہ رہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے، مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن مجھے موت آئے گی اور جس روز میں دوبارہ اٹھایا جاؤں گا۔ یہی ہیں عیسیٰ ابن مریم جس میں لوگ جھگڑا کر رہے ہیں، میں اس سے متعلق بالکل سچی بات کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے قطعاً یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی کو اپنی اولاد بنائے بلکہ وہ اس سے بالکل پاک ہے۔ وہ جب کوئی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو بس حکم دیتا ہے کہ ہو جا! تو وہ کام اسی وقت ہو جاتا ہے۔ یقیناً میرا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہے، اس لیے اسی کی عبادت کرو یہی (دین پر چل کر جنت جانے کا) سیدھا راستہ ہے۔

[3]: بڑی عمر میں کلام کرنا

﴿وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا﴾

(سورۃ آل عمران:46)

ترجمہ: وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) لوگوں سے بات کرے گا جب وہ پنگوڑے میں ہو گا اور جب بڑی عمر میں ہو۔

بڑی عمر میں کلام کرنا بھی معجزہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب آسمان پر اٹھایا گیا تو ان کی عمر 33 سال تھی۔ اس وقت سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک ایک عرصہ گزرا۔ اس کے بعد اب تک تقریباً 1400 سال گزر گئے۔ آئندہ نامعلوم کتنے سال گزریں گے اور قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ تو بڑی عمر کا تذکرہ کرنا دراصل اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا قربِ قیامت میں نازل ہونا اور کلام کرنا یہ معجزہ ہے۔

[4]: مٹی سے پرندہ بنانا اور ان پرندوں کا باذنِ الٰہی زندہ ہو جانا

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ایک بات یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ آپ مٹی سے ایک پرندے کی شکل بناتے، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جیتا جاگتا پرندہ بن جاتا۔

﴿وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۥ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ﴾

(سورۃ آل عمران:49)

ترجمہ: اور (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا، انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور وہ یہ ہے کہ) میں تمہارے سامنے گارے (چکنی مٹی) سے پرندے کی ایک شکل بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ (بے جان مٹی کا پتلا) اللہ کے حکم سے (جیتا جاگتا صحیح سالم) پرندہ بن جاتا ہے۔

[5]: پیدائشی اندھے کی بینائی لوٹانا

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ایک بات یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ آپ

(مادرزاد)پیدائشی لاعلاج اندھے پر ہاتھ پھیرتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی بینائی آجاتی۔

﴿وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ﴾

(سورۃ آل عمران:49)

ترجمہ: اور میں اللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے کو تندرست کر دیتا ہوں۔

[6]:برص والے مریض کو صحت یاب کرنا

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ایک بات یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ آپ برص والے لاعلاج مریض پر ہاتھ پھیرتے تو وہ اللہ کے حکم سے تندرست ہو جاتا۔

﴿وَالْاَبْرَصَ﴾

(سورۃ آل عمران:49)

ترجمہ: اور میں برص والے(لاعلاج)مریض شخص کو تندرست کر دیتا ہوں۔

[7]:مُردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرنا

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ایک بات یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ آپ مُردوں کو مخاطب کر کے فرماتے کہ اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ تو وہ زندہ ہو جاتے تھے۔

﴿وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ﴾

(سورۃ آل عمران:49)

ترجمہ: اور میں مُردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتا ہوں۔

[8]:بغیر دیکھے کھائی اور ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کی خبر دینا

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ایک بات یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ آپ لوگوں کو یہ بتلا دیتے تھے کہ تم کون سی چیز کھا کر آئے ہو اور کون سی چیز گھر میں ذخیرہ کر کے آئے ہو۔

﴿وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ﴾

(سورۃ آل عمران:49)

ترجمہ: اور تم لوگ اپنے گھروں سے جو چیز کھا کر آتے ہو یا ذخیرہ کر کے آتے ہو میں وہ (بغیر دیکھے ہی) تم کو سب (ٹھیک ٹھیک) بتا دیتا ہوں۔

[9]: آپ علیہ السلام کی دعا سے پکے پکائے کھانوں کا دستر خوان اترنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! آسمان سے پکے پکائے کھانوں کا دستر خوان نازل فرما۔ حدیث مبارک میں ہے کہ وہ دستر خوان نازل بھی ہوا۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾﴾

(سورۃ المائدۃ:114،115)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہم پر آسمان سے (پکے پکائے کھانوں کا) دستر خوان نازل فرما جو ہمارے اگلوں پچھلوں کے لیے خوشی کا سامان بن جائے اور آپ کی طرف سے ایک بڑی نشانی (میری نبوت و رسالت کے حق ہونے پر ایک معجزہ) ہو، اور ہمیں یہ عظیم نعمت عطا فرما ہی دیں کیونکہ آپ سب سے بہتر (نعمتیں) عطا فرمانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر وہ دستر خوان (جس کی تم نے مجھ سے دعا مانگی ہے) ضرور اتاروں گا لیکن اس کے بعد تیری قوم میں سے جو شخص بھی کفر کرے گا تو اس کو میں ایسی سزا دوں گا کہ جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی ہو گی۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَأُمِرُوا أَنْ لَا يَخُونُوا وَلَا يَدَّخِرُوا لِغَدٍ فَخَانُوا وَادَّخَرُوا وَرَفَعُوا لِغَدٍ فَمُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ.

(جامع الترمذی: رقم الحدیث 3061)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے روٹی اور گوشت کا دستر خوان اتارا گیا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ اس میں کسی طرح کی کوئی خیانت نہ کریں اور نہ ہی اسے کل کے لیے ذخیرہ بنائیں۔ مگر ان کی قوم نے اس میں خیانت کی اور ذخیرہ کیا جس کی وجہ سے ان کے چہرے مسخ کر کے بندر اور خنزیروں جیسے بنا دیے گئے۔

[10]: آپ علیہ السلام کا زندہ حالت میں آسمان پر اٹھایا جانا

قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں ایک بات یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے دینِ حق کی تبلیغ شروع فرمائی تو یہودیوں نے اسے اچھانہ سمجھا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے لوگوں کا رجحان یہودیوں کی طرف تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے اس رجحان میں کمی آئی تو وہ لوگ حسد کا شکار ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن بن گئے۔ قتل کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں کی طرف اٹھالیا۔

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ(۱۵۷) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۱۵۸)﴾

(سورۃ النساء:157،158)

ترجمہ: (یہ لوگ غلط کہتے ہیں) حالانکہ نہ تو انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا تھا اور نہ ہی سولی دے پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ اس میں شک کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ لوگ محض گمان کی اتباع کر رہے ہیں، حقائق پر مبنی باتوں کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ یقیناً وہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر پائے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ اپنے پاس (آسمانوں کی طرف) اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑا صاحبِ اقتدار اور حکمت والا ہے۔

[3]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات

1. حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اللہ کے بیٹے نہیں۔
2. حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحبِ کتاب نبی ہیں۔
3. حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد نبی ہیں۔
4. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجودِ مبارک بہت برکتوں والا ہے۔
5. حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز، روزہ کے پابند تھے۔
6. حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے خدمت گزار تھے۔

فائدہ: صرف والدہ کا تذکرہ کرنا اس وجہ سے تھا کیونکہ آپ بغیر والد کے تھے۔

7. والدہ کی خدمت نہ کرنے والا سرکش اور بدبخت ہوتا ہے۔
8. حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عقیدہ توحید کو بیان فرما کر اپنے ”ابن اللہ“ ہونے کی تردید کی۔
9. حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو خالص توحید کی دعوت دی۔
10. حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیا اور اسی کو جنت جانے کا سیدھا اور واحد راستہ قرار دیا۔

[4]: آمدِ مصطفیٰ ﷺ کی عیسوی بشارت

آمدِ مصطفیٰ ﷺ کی عیسوی بشارت:

﴿ وَاِذۡ قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ‌ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ (٦) ﴾

(سورۃ الصف:6)

ترجمہ: اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ) جب (حضرت) عیسیٰ ابن مریم نے (اپنی قوم سے) کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا (رسول) ہوں، کہ مجھ سے پہلے جو (آسمانی کتاب) تورات آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور میں ایک عظیم المرتبت رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، جن کا نام احمد ہو گا۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس رسول کی آمد کی خوشخبری دی ہے اس سے مراد حضور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ.

(صحیح البخاری: رقم الحدیث3532)

ترجمہ: حضرت محمد بن جُبیر بن مُطعم اپنے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دیگر ناموں کی طرح) میرے (یہ) پانچ نام بھی ہیں: محمد، احمد، ماحی جس کا معنی ہے کفر کو مٹانے والا، حاشر جس کا معنی ہے وہ ذات جس کے قدموں پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور عاقب۔

امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی رحمہ اللہ (ت 354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ الْفَزَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنِّي عِنْدَ اللهِ مَكْتُوبٌ بِخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِيْنَتِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ: دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِي رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ.

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:6404)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ الفزاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ رب العزت کے ہاں میں اس وقت خاتم النبیین تھا جبکہ سیدنا آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ مزید فرمایا کہ میں تمہیں اپنے بارے مزید باخبر کیے دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ (جد امجد) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا ثمرہ) ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا نتیجہ ہوں اور اپنی والدہ کے اس خواب کی حقیقی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے ایک عظیم الشان روشنی نکلی جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔

اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اسی بشارت اور خوشخبری کا نتیجہ قرار دیا ہے جس کا تذکرہ مذکورہ بالا سورۃ الصف کی آیت میں موجود ہے۔

انجیلِ یوحنا کی گواہی:

"احمد" حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام ہے، اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اسی نام سے آپ کی بشارت دی تھی۔ اس قسم کی ایک بشارت آج بھی انجیل یوحنا میں تحریف شدہ حالت میں موجود ہے۔ انجیل یوحنا کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے حواریوں سے فرمایا: "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا: 16)۔ یہاں جس لفظ کا ترجمہ مددگار کیا گیا ہے۔ وہ اصل یونانی میں "فارقلیط" (Periclytos) تھا جس کے معنی ہیں "قابل تعریف شخص" اور یہ "احمد" کا لفظی ترجمہ ہے لیکن اس لفظ کو "Paracletus" سے بدل دیا گیا ہے، جس کا ترجمہ "مددگار" اور بعض تراجم

میں "وکیل" یا "شفیع" کیا گیا ہے۔ اگر "فارقلیط" کا لفظ مد نظر رکھا جائے تو صحیح ترجمہ یہ ہو گا کہ "وہ تمہارے پاس اس قابل تعریف شخص (احمد) کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا" اس میں یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی خاص علاقے یا کسی خاص زمانے کے لیے نہیں ہوں گے، بلکہ آپ کی نبوت قیامت تک آنے والے ہر زمانے کے لیے ہو گی۔ نیز برناباس کی انجیل میں کئی مقامات پر حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام لے کر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارتیں موجود ہیں۔ اگرچہ عیسائی مذہب والے اس انجیل کو معتبر نہیں مانتے، لیکن ہمارے نزدیک وہ ان چاروں انجیلوں سے زیادہ مستند ہے جنہیں عیسائی مذہب میں معتبر مانا گیا ہے۔

(آسان ترجمہ قرآن از مفتی محمد تقی عثمانی، سورۃ الصف، رقم الآیۃ:6)

[5]: قربِ قیامت دوبارہ نازل ہونا

1: قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان سے نازل ہوں گے۔

2: دجال کا خروج ہو چکا ہوگا۔

3: امام مہدی علیہ الرضوان دمشق کی جامع مسجد میں نمازِ فجر کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ اسی دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد کے مشرقی مینار پر دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی علیہ الرضوان کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔

4: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ کافر اس کی تاب نہ لا سکے گا۔

5: جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر جائے گی وہاں تک آپ کا سانس پہنچے گا، اس سانس کے پہنچتے ہی کافر مرتے جائیں گے۔

6: دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

7: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے اور ”باب لُد“ پر جا کر اس کو اپنے نیزہ سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

8: اس کے بعد لشکرِ اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا۔ اس لشکر میں جو یہودی ہوں گے مسلمانوں کا لشکر ان کو خوب قتل کرے گا۔ اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی۔

9: حاکم عادل بنیں گے، حکومت کریں گے۔

10: خنزیر کو قتل کر کے یہودیت کو ختم کر دیں گے۔

11: صلیب توڑ کے عیسائیت کا وجود ختم کر دیں گے۔

12: مال اتنا عام ہو گا کوئی بندہ نہیں لے گا۔

13: مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ میں دفن ہوں گے۔

امام ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسیٰ التمیمی الموصلی رحمہ اللہ (ت 307ھ) روایت نقل کرتے

ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا فَلَيُكَسِّرَنَ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَ الْخِنْزِيْرَ وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهٗ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِيْ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَأُجِيْبَنَّهٗ.

(مسند ابی یعلیٰ: ص1149 رقم الحدیث 6577)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں مجھ ابو القاسم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) کی جان ہے۔ (قرب قیامت) حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت آپ کی حیثیت یہ ہو گی کہ آپ اہلِ ایمان کے امام ہوں گے، ان کے درمیان انصاف کرنے والے ہوں گے، آپ ہی ان کے فیصلے فرمائیں گے اور عدل کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ صلیب (عیسائیوں کا دینی شعار) کو توڑ دیں گے (عیسائیت کو ختم کریں گے)، خنزیر کو قتل کر دیں گے (یہودیت کو ختم کریں گے)، اہل ایمان کی آپس کی دشمنیاں ختم کرائیں گے اور بغض و حسد کو ختم کرائیں گے۔ آپ کو مال کی پیش کش کی جائے گی لیکن آپ اسے قبول نہیں فرمائیں گے۔ پھر وہ (مدینہ طیبہ میں) میری قبر پر تشریف لائیں گے اور آ کر مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے کہیں گے اے محمد! تو میں ان کو جواب دوں گا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ رَحِمَهُ اللهُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُوْدِ: إِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ وَإِنَّهٗ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(تفسیر جامع البیان للطبری: تحت سورۃ آل عمران: 55)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور قیامت سے پہلے تمہاری طرف (دوبارہ تشریف لے) آئیں گے۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ

أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلًا مَرْبُوعًا إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَدْعُو النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ فَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ وَتَقَعُ الْأَمَنَةُ عَلَى الْأَرْضِ حَتَّى تَرْتَعَ الْأُسُودُ مَعَ الْإِبِلِ وَالنِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَيَلْعَبَ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ لَا تَضُرُّهُمْ فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ.

(مسند احمد: رقم الحدیث 9270)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ ان کی مائیں یعنی احکام مختلف ہیں اور ان کا دین یعنی اصول وعقائد ایک ہیں اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ (ان کی چند علامات یہ ہیں) ان کا قد درمیانہ ہو گا، ان کا رنگ سرخ اور سفیدی کے درمیان ہو گا، ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، سر کی یہ شان ہو گی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہو گی۔ وہ آکر صلیب کو توڑیں گے، جزیہ کو ختم کریں گے، سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام ادیان کو ختم فرمادیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا۔ پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے۔ سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب التبریزی رحمہ اللہ (ت بعد 740ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَنْزِلُ

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِيْ فَأَقُوْمُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

(مشکوٰۃ المصابیح: رقم الحدیث 5508)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام قربِ قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، نکاح کریں گے، ان کی اولاد ہو گی، دنیا میں ان کی مدت قیام پینتالیس سال ہو گی۔ پھر (قربِ قیامت کے اسی زمانے میں) آپ کی وفات ہو گی۔ میرے روضہ میں میرے ساتھ دفن کیے جائیں گے اور قیامت والے دن میں اور عیسیٰ ابن مریم دونوں ایک ہی قبر سے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ باہر آئیں گے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ قَالَ: فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

(جامع الترمذی: رقم الحدیث 3617)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تورات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں آپ کے قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دفن کیا جائے گا۔ ابو مودود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روضہ مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن ہونے کی جگہ اب بھی موجود ہے۔

فائدہ:

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کی عمر کی احادیث میں تطبیق

اس حوالے سے تین روایات منقول ہیں:

[1]: امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَيَبْعَثُ اللهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ.

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 2940)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا گویا وہ (شکل و صورت میں) عروہ بن مسعود کی مانند ہوں گے۔ وہ (دجال کو) تلاش کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اس حال میں رہیں گے کہ دو افراد کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہو گی۔

اس حدیث میں جن سات سالوں کا ذکر ہے بعض حضرات نے اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر رہنا مراد لیا ہے، اس لیے ہم نے اس روایت کو نزول کے بعد کی عمر کی احادیث میں شامل کیا ہے۔

[2]: امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَيَمْكُثُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى.

(مسند احمد، رقم الحدیث: 9270)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال (زمین پر) رہیں گے، پھر آپ کی وفات ہو جائے گی۔

سنن ابی داؤد میں بھی یہی مدت "فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى" کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

(سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4324)

[3]: امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب التبریزی رحمہ اللہ (ت بعد 740ھ) علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی "کتاب الوفاء" کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں:

وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ.

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: 5508)

ترجمہ: (دنیا میں) ان کی مدتِ قیام پینتالیس سال ہو گی، پھر آپ کی وفات ہو گی۔

ان تین روایات میں ذکر کردہ مدت میں اختلاف ہے:

پہلا قول: 7 سال

دوسرا قول: 40سال

تیسرا قول: 45سال

ان اقوال میں تطبیق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کی صحیح عمر 40 سال ہے جیسا کہ مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں ہے۔

صحیح مسلم کی جس روایت میں 7 سال کا ذکر ہے اس سے مراد وہ مدت ہے جو آپ علیہ السلام؛ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھ گزاریں گے۔

رہی مشکوٰۃ المصابیح والی 45 سال والی روایت تو اولاً تو اس کی سند میسر نہیں ہو سکی۔ ثانیاً اس میں 5 کا عدد ساقط الاعتبار ہے۔ اصل میں وہ روایت 40 سال ہی کی ہے۔

اس تطبیق پر علمائے محققین کی آراء یہ ہیں:

- ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) نے مشکوٰۃ المصابیح کی روایت پر گفتگو کرتے ہوئے چالیس سال والے قول کو ترجیح دی اور پینتالیس سال والی روایت میں پانچ سال کو کسر پر محمول کرتے ہوئے ساقط الاعتبار قرار دیا۔ لکھتے ہیں:

((فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِيْنَ سَنَةً))، وَهٰذَا بِظَاهِرِهٖ يُخَالِفُ قَوْلَ مَنْ قَالَ: إِنَّ عِيسٰى رُفِعَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ وَعُمْرُهٗ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ، وَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ بَعْدَ نُزُوْلِهٖ سَبْعَ سِنِيْنَ، فَيَكُوْنُ مَجْمُوْعُ الْعَدَدِ أَرْبَعِيْنَ، وَلٰكِنْ حَدِيْثُ مَكْثِهٖ سَبْعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ. فَيَتَعَيَّنُ الْجَمْعُ بِمَا ذُكِرَ أَوْ تَرْجِيْحُ مَا فِي الصَّحِيْحِ. وَلَعَلَّ عَدَدَ الْخَمْسِ سَاقِطٌ مِنَ الِاعْتِبَارِ.

(مرقاۃ المفاتیح: ج16 ص63)

ترجمہ: [حدیث کے الفاظ ہیں کہ] "حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے، ان کی اولاد ہو گی اور وہ پینتالیس سال قیام کریں گے" یہ بات بظاہر ان لوگوں کے اس قول کے خلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا تو ان کی عمر تینتیس سال تھی اور زمین پر نزول کے بعد وہ سات سال قیام کریں گے۔ اس طرح کل مدت چالیس سال بنے گی، لیکن ان کے سات سال قیام کی حدیث امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ اس لیے یا تو مذکورہ تطبیق

ہی متعین ہے یا صحیح (مسلم) والی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ غالباً پینتالیس کا عدد ساقط الاعتبار ہے۔

◆ امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت1352ھ) سنن ابی داؤد اور صحیح مسلم کی روایات میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أَمَّا مَكْثُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَعْدَ النُّزُوْلِ، فَالصَّوَابُ عِنْدِيْ فِيْهِ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً، كَمَا عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ: «فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفّٰى، فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ». وَأَمَّا مَا تَوَهَّمَهُ رِوَايَةُ مُسْلِمٍ أَنَّهُ يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ سَبْعَ سِنِيْنَ، فَهُوَ مُدَّةُ مَكْثِهِ مَعَ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ، كَمَا عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ وَبَعْدَ تَمَامِ سَبْعِ سِنِيْنَ يُتَوَفَّى الْإِمَامُ، وَيَبْقٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً.

(فیض الباری علی صحیح البخاری: ج3ص490)

ترجمہ: جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول کے بعد قیام کا تعلق ہے تو میرے نزدیک درست قول یہ ہے کہ وہ زمین پر چالیس سال قیام کریں گے جیسا کہ سنن ابی داؤد کی روایت میں آیا ہے: "وہ زمین پر چالیس سال قیام کریں گے، پھر ان کا انتقال ہو گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔" رہی بات مسلم کی اس روایت کی جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ زمین پر سات سال قیام کریں گے، تو یہ در حقیقت ان کے امام مہدی علیہ الرضوان کے ساتھ قیام کی مدت ہے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے۔ چنانچہ سات سال مکمل ہونے کے بعد امام مہدی علیہ الرضوان کا انتقال ہو گا اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے بعد تینتیس سال مزید قیام کریں گے۔

[6]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمارے معتقدات

[1]: آپ علیہ السلام بغیر باپ کے فقط اپنی والد کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

[2]: آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے، خدا نہیں تھے۔

[3]: آپ علیہ السلام کو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھایا ہے۔

[4]: قربِ قیامت میں اللہ تعالیٰ؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمائیں گے۔

[5]: وہ خلافت کا نظام قائم کریں گے۔

[6]: اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گی۔

[7]: مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ میں دفن ہوں گے

[7]: چند اشکالات کے جوابات

اشکال نمبر 1:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلے وفات ہوئی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا ہے۔

یہ نظریہ جاوید احمد غامدی صاحب نے پیش کیا ہے۔ اس نے دلیل یہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ﴾

اس میں اللہ نے فرمایا: ﴿یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ﴾ عیسیٰ! میں آپ کو وفات دوں گا، ﴿وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ﴾ اور تجھے آسمان پر اٹھالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے وفات دینے کی بات کی ہے، اس کے بعد اٹھانے کی بات کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے وفات دی ہے پھر اوپر اٹھایا ہے۔

جواب نمبر 1:

"مُتَوَفِّیْكَ" عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ لفظ "تَوَفِّیْ" بروزن "تَفَعُّل" سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہوتا ہے: کسی چیز کو پورے طور پر لینا۔

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی المعروف خازن رحمہ اللہ (ت 741ھ) لکھتے ہیں:

وَأَصْلُ التَّوَفِّي أَخْذُ الشَّيْءِ وَافِيًا.

(تفسیر الخازن: ج1 ص175 تحت قولہ ﴿والذین یتوفون منکم﴾ سورۃ البقرۃ:234)

ترجمہ: "تَوَفِّیْ" کا لغوی معنیٰ "کسی چیز کو پورے طور پر لے لینا" ہے۔

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے: جسم اور روح۔ تو اصلی معنی کے اعتبار سے "تَوَفِّیْ" کا معنی موت نہیں بلکہ اس کا معنی کسی چیز کو روح مع الجسد اٹھالینا ہے۔

لفظ "تَوَفِّیْ" کے معنی کے حوالے سے ایک ضابطہ سمجھ لیا جائے۔ قرآن کریم کی 23 آیات میں "توفی" کا لفظ اور اس کے مشتقات کا تذکرہ موجود ہے۔ کس مقام پر کون سا معنی کریں گے اس کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ....

- جس آیت میں لفظ "توفی" کے ساتھ قرینہ "موت" موجود ہو تو وہاں "توفی"؛ متوفّٰی کی موت کے معنی میں

ہو گا۔

مثال:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾

(سورۃ البقرۃ:234)

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن انتظار میں رکھیں گی۔

یہاں "توفی" کا معنی "موت" ہے کیونکہ جن لوگوں کے بارے میں یہ لفظ بولا گیا ہے آگے ان کی بیویوں کی عدتِ وفات کا ذکر ہے اور عدتِ وفات وہ عورت بیٹھتی ہے جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو۔

◆ جس آیت میں لفظ "توفّی" کے ساتھ قرینہ "نوم" یا "لیل" موجود ہو تو وہاں "توفی" ؛ متوفیٰ کی نیند کے معنی میں ہو گا۔

مثال:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ﴾

(سورۃ الانعام:60)

ترجمہ: اور وہی ہے جو رات کے وقت (نیند کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور دن کے وقت میں جو کچھ تم نے کیا ہوتا ہے اسے خوب معلوم ہوتا ہے۔

یہاں بھی "توفی" کا معنی "نیند" ہے کیونکہ "لیل" (رات) کا لفظ بطورِ قرینہ موجود ہے۔

◆ جہاں کوئی قرینہ موجود نہ ہو وہاں "توفّی" "اَخْذُ الشَّيْئِ وَافِيًا" یعنی کسی چیز کو پورے طور پر لے لینے کے معنی میں ہو گا۔

مثال:

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

(سورۃ آل عمران:55)

ترجمہ: جب اللہ نے فرمایا تھا کہ اے عیسیٰ! میں تمہیں صحیح سالم واپس لے لوں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا اور کافروں (کی ایذاء) سے تمہیں پاک کردوں گا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ التَّوَفِّيَ أَخْذُ الشَّيْءِ وَافِيًا، وَلَمَّا عَلِمَ اللهُ أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَخْطُرُ بِبَالِهِ أَنَّ الَّذِيْ رَفَعَهُ اللهُ هُوَ رُوحُهُ لَا جَسَدُهُ، ذَكَرَ هٰذَا الْكَلَامَ لِيَدُلَّ عَلٰى أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رُفِعَ بِتَمَامِهِ إِلَى السَّمَاءِ بِرُوحِهِ وَبِجَسَدِهِ، وَيَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ هٰذَا التَّأْوِيْلِ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ﴾.

(التفسیر الکبیر للرازی: ج7 ص71 تحت قولہ ﴿إِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيْسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ سورۃ آل عمران:55)

ترجمہ: "توفی" کا مطلب ہے کسی چیز کو پورے طور پر لینا، اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اٹھایا تھا وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی) روح تھی، نہ کہ جسم تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات (لفظ توفی) ذکر کی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکمل طور پر؛ روح اور جسم سمیت آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہے۔ اس تاویل کی صحت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ﴾ کہ یہ لوگ تجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی المعروف خازن رحمہ اللہ (ت741ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ مَعْنَى التَّوَفِّي أَخْذُ الشَّيْءِ وَافِيًا، وَلَمَّا عَلِمَ اللهُ تَعَالٰى أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَخْطُرُ بِبَالِهِ أَنَّ الَّذِيْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ هُوَ رُوحُهُ دُونَ جَسَدِهِ، كَمَا زَعَمَتِ النَّصَارٰى أَنَّ الْمَسِيْحَ رُفِعَ لَاهُوتُهُ، يَعْنِي رُوحَهُ، وَبَقِيَ فِي الْأَرْضِ نَاسُوْتُهُ، يَعْنِي جَسَدَهُ، فَرَدَّ اللهُ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهِ: ﴿إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ إِلَيَّ﴾، فَأَخْبَرَ اللهُ تَعَالٰى أَنَّهُ رُفِعَ بِتَمَامِهِ إِلَى السَّمَاءِ بِرُوحِهِ وَجَسَدِهِ جَمِيْعًا.

(تفسیر الخازن: ج1 ص255 تحت قولہ ﴿إِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيْسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ سورۃ آل عمران:55)

ترجمہ: "توفی" کا معنی ہے: کسی چیز کو پورے طور پر لینا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اٹھایا تھا وہ صرف روح تھی، نہ کہ جسم، جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح (علیہ السلام) کی صرف روح آسمان پر اٹھالی گئی اور ان کا جسم زمین پر باقی رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان

لوگوں کے رد میں فرمایا: ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ﴾ اس سے اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکمل طور پر؛ روح اور جسم دونوں کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔

جواب نمبر 2:

فہمِ قرآن کے لیے تین شرائط ہیں:

1: عربی زبان محاوراتِ عرب کے ساتھ آتی ہو جو کہ عربی ادب کے ساتھ آئے گی۔

2: قرآنی آیات کا پسِ منظر معلوم ہو جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئے گا۔

3: مرادِ خداوندی معلوم ہو جو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے گی۔

ان میں دوسری چیز آیت کا پسِ منظر جاننا ہے یعنی قرآن کریم سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کس تناظر اور پسِ منظر میں فرمائی ہے۔ چنانچہ بالفرض اگر غامدی صاحب کی بات کو بھی لیا جائے کہ یہاں "توفی" کا معنی "موت" ہے تو بھی اس آیت کا پسِ منظر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوتی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی نبوت کی بات فرمائی تو یہودیوں نے آپ کی مخالفت کی۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو -معاذ اللہ- قتل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ یہودی جب عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے قتل کرنے کے لیے آپ کے پیچھے دوڑے تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک کمرے میں چھپ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دی کہ اے عیسیٰ! آپ نے گھبرانا نہیں ہے، ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ﴾ موت تو میرے اختیار میں ہے، یہ لوگ تجھے قتل نہیں کر سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدشہ یہ تھا کہ یہود ان کے کمرے کے باہر پہنچ چکے ہیں۔ تو بظاہر بچنے کی کوئی سبیل نہ تھی۔ تو اس موقع پر اللہ رب العزت نے ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ﴾ کہہ کر تسلی دی ہے اور ﴿وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ﴾ کہہ کے اٹھالیا ہے۔

یہود کے نرغے سے بچانے اور رفع الی السماء کی صورت یہ قرار پائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ موجود تھے اور ابلیس نے یہودیوں کو جا کر بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فلاں کمرے میں چھپے ہوئے ہیں، جا کر انہیں گرفتار کرو اور قتل کر دو۔ یہودی باہر جمع ہو گئے۔ اندر عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ

موجود تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو اپنی جان قربان کر دے تو وہ کل قیامت کے بعد جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ ایک حواری نے کہا: میں تیار ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنی مبارک پگڑی دی اور اپنی مبارک قمیص دی۔ انہوں نے پگڑی بھی سر پہ رکھ لی اور قمیص بھی پہن لی۔ اللہ نے اس حواری کی شکل بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنادی۔ جب وہ باہر نکلا تو یہودیوں نے سمجھا کہ یہی عیسیٰ ہیں۔ اسی کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ﴾

(سورۃ النساء:157)

کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پہ نہیں چڑھے بلکہ ان کا جو شبیہ (ملتی جلتی شکل و شباہت والا) تھا اس کو انہوں نے سولی پہ چڑھایا۔

وہ قتل ہو گیا اور عیسیٰ علیہ السلام بچ گئے۔ اور بعض مفسرین یہ بھی فرماتے ہیں کہ طیطلانوس نامی ایک یہودی شخص تھا، اس کو یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے کمرے کے اندر بھیجا تو اس کی شکل کو اللہ نے تبدیل کر دیا۔ جب باہر نکلا تو یہود نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا۔

تو قرآن کا فیصلہ ہے: ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بنادی تھی، یہود ان کو نہ قتل کر سکے اور نہ صلیب پر چڑھا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پہ اٹھالیا۔

تو اصول یہی ہے کہ پہلے تسلی دی جاتی ہے، پھر بچانے کی ترتیب بنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ کہہ کر تسلی دی ہے اور ﴿وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ﴾ کہہ کر بچانے کی ترتیب بنائی ہے۔ لہٰذا جاوید احمد غامدی صاحب کا استدلال غلط ہے۔

اشکال نمبر 2:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ﴾

(سورۃ النساء:157،158)

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا تھا۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے، ہر جگہ نہیں۔ اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ اوپر آسمانوں میں نہ ہو تو اپنی طرف اٹھانے کا کوئی معنی نہیں بنتا۔

جواب:

☼ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) نے اس آیت کی بہترین تفسیر اور مطلب بیان کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

اَیْ اِلَی السَّمَاءِ وَاللّٰہُ تَعَالیٰ مُتَعَالٍ عَنِ الْمَکَانِ.

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص12)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

☼ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمہ اللہ (ت 606ھ) فرقہ مُشَبِّہَ (جو اللہ تعالیٰ کے لیے اس آیت سے جہت ثابت کرتے ہیں) کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ الرَّفْعُ اِلٰی مَوْضِعٍ لَا یَجْرِیْ فِیْہِ حُکْمُ غَیْرِ اللّٰہِ.

(تفسیر الفخر الرازی ج11 ص102 تحت قولہ تعالیٰ: بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ)

ترجمہ: "رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ" سے مراد ایسے مقام کی طرف اٹھانا ہے جہاں غیر اللہ کا حکم نہیں چلتا۔

فائدہ:

دنیا میں ہر چیز پر حقیقی اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اگر ظاہری اختیار بندے کا ہو تو نسبت بندے کی طرف ہوتی ہے اور اگر حقیقی اختیار کے ساتھ ساتھ ظاہری اختیار بھی اللہ تعالیٰ کا ہو تو نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔

نوٹ: اس کی مزید تشریح بندہ کی فائل "توحیدِ باری تعالیٰ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ: رفع الی السماء کا عقیدہ اجماعی ہے

امام المتکلمین امام علی بن اسماعیل الاشعری رحمہ اللہ (ت 324ھ) فرماتے ہیں:

وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ رَفَعَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى السَّمَاءِ.

(الابانۃ عن اصول الدیانۃ: ج1 ص109)

ترجمہ: پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا۔

اشکال نمبر 3:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا اعتقاد رکھنا؛ عقیدہ ختمِ نبوت کے منافی ہے۔

جواب:

1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "آخری نبی" کا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء ورسل کی تعداد متعین تھی وہ تعداد حضور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پوری ہوچکی ہے۔ اب کسی ایسے نبی کی نبوت کا قائل ہونا جس سے تعداد میں اضافہ ہو یہ ختم نبوت کے عقیدہ کے منافی ہے اور کفر ہے۔ باقی رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو جب وہ دوبارہ تشریف لائیں گے تو اس تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا، اس لیے یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔

2: ایک ہے نبی کا پیدا ہونا ایک ہے پیدا شدہ نبی کا نازل ہونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا معنٰی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوں گے بلکہ آسمان سے نازل ہوں گے اور نہ ہی وہ نئے نبی ہوں گے، اس لئے ان کے آنے سے عقیدہ ختم نبوت پہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اشکال نمبر 4:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو کس امام کی تقلید کریں گے؟

جواب:

تقلید کا حکم غیر مجتہد کے لیے ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود مجتہد ہوں گے اور شانِ اجتہادی کے

ساتھ احکامات پر عمل پیرا ہوں گے۔

فائدہ:

یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دائرہ، امت کے افراد اور آپ پر نازل ہونے والی شریعت کا زمانہ محدود تھا۔

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ﴾

(سورۃ الصف:6)

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا تھا: اے بنی اسرائیل! میں آپ لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

جب دوبارہ تشریف آوری ہوگی تو اپنی شریعت پر نہ خود عمل کریں گے اور نہ ہی اس کی تبلیغ کریں گے بلکہ آپ کی حیثیت دوہری ہوگی یعنی نبی ہونے کے ساتھ ساتھ اس امت کے ایک فرد جلیل (خلیفہ) بھی ہوں گے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نافذ کریں گے۔ چونکہ شریعت محمدیہ ان کی ضروریات کو پورا کرے گی تو آپ خود بھی دین اسلام پر عمل فرما ہوں گے۔

اشکال نمبر 5:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام؛ خدا ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے کلمہ "کُنْ" سے پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ، کہا جاتا ہے۔

جواب:

اس کے جواب کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مناظرہ جو نصاریٰ نجران سے ہوا تھا پیش کیا جاتا ہے۔ نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور ابنیت کا دعوی کیا تو:

ثُمَّ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاظِرُ مَعَهُمْ فَقَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَأَنَّ عِيْسٰى يَأْتِيْ عَلَيْهِ الْفَنَاءُ؟

قَالُوْا: بَلٰی!

قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا يَكُوْنَ وَلَدٌ إِلَّا وَيُشْبِهُ أَبَاهُ؟

قَالُوْا: بَلٰی!

قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَبَّنَا قَيِّمٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ يَكْلَؤُهُ وَيَحْفِظُهُ وَيَرْزُقُهُ فَهَلْ يَمْلِكُ عِيْسٰى شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ؟

قَالُوْا: لَا.

قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ، فَهَلْ يَعْلَمُ عِيْسٰى شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا مَا عُلِمَ؟

قَالُوْا: لَا.

قَالَ: فَإِنَّ رَبَّنَا صَوَّرَ عِيْسٰى فِي الرَّحِمِ كَيْفَ شَاءَ ، فَهَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَبَّنَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَلَا يَشْرَبُ الشَّرَابَ وَلَا يَحْدُثُ الْحَدَثَ وَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ عِيْسٰى حَمَلَتْهُ امْرَأَةٌ كَحَمْلِ الْمَرْأَةِ وَوَضَعَتْهُ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ ثُمَّ كَانَ يَطْعَمُ الطَّعَامَ وَيَشْرَبُ الشَّرَابَ وَيَحْدُثُ الْحَدَثَ.

قَالُوْا: بَلٰی!

فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَكَيْفَ يَكُوْنُ كَمَا زَعَمْتُمْ؟

(مفاتح الغیب المعروف التفسیر الکبیر للرازی: سورۃ آل عمران آیت 1)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مناظرہ شروع کرتے ہوئے سوال کیا:

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ پاک ہمیشہ زندہ رہیں گے، ان پہ کبھی موت نہیں آئے گی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہ موت آئے گی؟

نصاریٰ نے جواب دیا: جی بالکل ایسے ہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟

نصاریٰ نے جواب دیا: جی بالکل ایسے ہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے پروردگار کی ذات ہر چیز پہ نگران ہے، اللہ ہر

چیز کی حفاظت کرنے والے اور سب کو رزق دینے والے ہیں۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چیزوں میں سے کسی کے مالک ہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آسمان وزمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف وہ چیزیں جانتے ہیں جن کا انہیں علم عطا کیا گیا؟

نصاریٰ نے جواب دیا: جی بالکل ایسے ہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے پروردگار نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پیٹ میں اپنی مرضی کے مطابق شکل وصورت عطا فرمائی۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا خدا نہ تو کھانا کھاتا ہے اور نہ ہی پانی پیتا ہے نہ ہی اللہ کو طبعی تقاضے پیش آتے ہیں؟ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ سیدہ مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسری عورتوں کی طرح پیٹ میں اٹھایا اور جیسے دوسری عورتیں بچے کو جنا کرتی ہیں آپ کی والدہ نے بھی آپ کو جنا۔ ولادت کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کھانا بھی کھاتے، پانی بھی پیتے اور آپ کو طبعی تقاضے بھی پیش آتے!

نصاریٰ نے جواب دیا: جی بالکل ایسے ہی ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تمہارا الوہیت وابنیت والا عقیدہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمہ اللہ (ت 604ھ) فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ! أَنَّ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ دَالَّةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُنَاظَرَةَ فِيْ تَقْرِيْرِ الدِّيْنِ وَإِزَالَةَ الشُّبُهَاتِ حِرْفَةُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَأَنَّ مَذْهَبَ الْحَشْوِيَّةِ فِيْ إِنْكَارِ الْبَحْثِ وَالنَّظْرِ بَاطِلٌ قَطْعًا.

(مفاتیح الغیب المعروف التفسیر الکبیر: سورۃ آل عمران: 1)

ترجمہ: اس بات کو خوب جان لیجیے کہ یہ روایت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دینی عقائد کے اثبات کے لئے اور شبہات کے جوابات دینے کے لئے مناظرہ کرنا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طریقہ ہے۔ فرقہ حشویہ کا مناظروں سے انکار کا نظریہ اپنانا یقیناً باطل ہے۔

[8]: مسیحی دوستوں کو قبولِ اسلام کی دعوت

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نبی اور رسول آئے ان کو اللہ کا نبی اور رسول ماننا ضروری ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول بن کر تشریف لائے اور آکر پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام کی تصدیق فرمائی اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی اور رسول ماننا ضروری ہے اور یہ اتنا ضروری ہے کہ خود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے بھی اس کا حکم دیا ہے۔ جس پر قرآن کریم کے علاوہ خود انجیل کی گواہیاں بھی موجود ہیں۔

یاد رکھیں! دینِ اسلام قبول کرنے سے ہی انسان؛ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام پر ایمان لا سکتا ہے۔ مسلمان جیسے اپنے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں بالکل اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خدا کے دیگر منتخب انبیاء ورسل علیہم السلام پر بھی ایمان لاتے ہیں جبکہ عیسائیت میں رہتے ہوئے بندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا مدعی تو ہوتا ہے لیکن ان کی تعلیمات کو نہیں مانتا بالخصوص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول پر ایمان لانے والی بات پر عمل نہیں کرتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سابقہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے ہیں، اب قیامت تک سچا دین صرف اسلام ہی ہے۔ اس لیے اس کو ماننا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہی ضروری ہے۔ اس کے بغیر دنیا میں کسی شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا اور آخرت میں نجات نہیں ہو سکتی۔

[9]: کرسمس کی تقریبات میں شرکت کا شرعی حکم

کرسمس؛عیسائیوں کا مذہبی تہوار ہے۔بحیثیت مسلمان ہمیں کسی بھی غیر مسلم کے مذہبی تہوار میں شرکت کی اجازت نہیں ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ﴾

(سورۃ الفرقان:72)

کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو بے ہودہ کاموں میں شریک نہیں ہوتے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ "زُور" سے مراد غیر مسلموں کے تہوار بھی ہیں۔

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) اس آیت کی تفسیر امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ (ت 212ھ) سے یہ نقل کرتے ہیں:

عَنِ الضَّحَّاكِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾، قَالَ: أَعْيَادُ الْمُشْرِكِيْنَ.

(الدر المنثور: ج5 ص148)

ترجمہ: امام ضحاک فرماتے ہیں کہ اس آیت کہ "رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو بے ہودہ کاموں میں شریک نہیں ہوتے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ مشرکین کے تہوار میں شریک نہیں ہوتے۔

یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لی جائے کہ جب ایسی محافل اور تقریبات میں محض شرکت سے ہی اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع کر دیا ہے تو غیر مسلموں کی مخصوص مذہبی رسومات کو ادا کرنے کی کس طرح گنجائش نکل سکتی ہے؟ غیر مسلموں کے مذہبی تہوار چونکہ غلط اعتقادات پر مبنی ہوتے ہیں اور عیسائی بھی کرسمس اپنے مذہب کے شعار کے طور پر تعظیماً مناتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے کرسمس کی تقاریب میں شرکت جائز نہیں۔ اسی طرح کرسمس پر مبارکباد دینا بھی درست نہیں۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ

مِنۡهُمۡ.

(سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 4033)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ انہی میں سے ہے۔

امام علی متقی بن حسام الدین رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنۡ عَبۡدِ اللهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: مَنۡ كَثَّرَ سَوَادَ قَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ ، وَمَنۡ رَضِيَ عَمَلَ قَوۡمٍ كَانَ شَرِيۡكًا فِي عَمَلِهٖ.

(کنز العمال، رقم الحدیث: 24730)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کے مجمع کو اپنی شرکت کے ذریعے بڑھائے تو وہ انہی میں سے ہے اور جو شخص کسی قوم کے عمل سے خوش ہو تو وہ بھی اس عمل میں برابر کا شریک ہے۔

اگر کوئی عیسائی کرسمس کے موقع پر کیک پیش کرے تو ہرگز نہ لیا جائے۔ اگر واپس کرنے میں سخت نقصان کا اندیشہ ہو تو کسی غریب کو دے دیا جائے، خود ہرگز نہ کھایا جائے۔

یہاں ایک بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات میں غیر مسلموں سے اچھے برتاؤ کا تاکیدی حکم موجود ہے۔ اسلامی ریاست میں بھی ان کے جان ومال اور ان کی عزت و آبرو کے تحفظ کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ان کے دُکھ درد میں ہمدردی اور خیر خواہی کا سبق بھی اسلام ہی دیتا ہے۔ ان کی معاشی و معاشرتی ضروریات کو مکمل کرنا بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں شامل ہے لیکن ان سب کے باوجود حدِ اعتدال کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور ان کی مذہبی تقریبات میں شرکت کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

[10]: آخری گزارش

آخر میں ہم تمام مسلمانوں سے ایک اہم گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ دینِ اسلام کی ترویج واشاعت اور دعوت میں بھرپور کردار ادا کریں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دینِ اسلام کا سچا داعی بنے اور اس کی سچی دعوت دے۔ کیونکہ دینِ اسلام ہی آخری اور برحق دین ہے۔ ہم تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں سچا سمجھتے ہیں اور انہیں اپنے ایمان کا حصہ جانتے ہیں لیکن عمل صرف اور صرف آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہو گا۔ پچھلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور ان پر عمل کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ اب عمل کا واحد ذریعہ شریعت محمدی (علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) ہے۔

اس لیے بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم شریعت محمدی کو دوسری اقوام وملتوں کے سامنے پیش کریں اور اس کی دعوت دیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم خود دینِ اسلام پر عمل کریں۔ اپنے جسم اور زندگی پر دین اسلام کی تعلیمات نافذ کریں اور اپنے روزمرہ کے مسائل و احوال میں اس پر عمل پیرا ہوں۔ یہ عملی دعوت ان شاءاللہ ہماری قولی دعوت سے زیادہ اثر پذیر ہو گی۔

اللہ تعالی ہمیں دینِ اسلام کی قدر کرنے کی توفیق دے، اس کو پھیلانے کی توفیق دے اور اپنے قول و عمل کے ذریعے اسے دوسروں کے سامنے پیش کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کو صحیح طور پر سمجھنے، اپنانے اور اس کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محتاجِ دعا

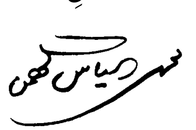

خانقاہ حنفیہ؛ استنبول، ترکیہ